ڈاکٹر قاسم غنی
مترجمہ کبیر احمد جائسی

ابن سینا بحیثیت ادیب

ابن سینا کی اس حیثیت پر اب تک بالکل نہیں توجہ کی گئی تھی۔ زیرِ نظر مقالہ فکر آفریں بھی ہے اور دلچسپ بھی!

ابن سینا اپنے اسلاف پر جن وجوہ کی بنا پر فوقیت رکھتا ہے ان میں سے ایک اس کی بلاغت اور وسیع ادبی معلومات ہے۔

ابوعبید جوزجانی کے مقالے میں ہم نے پڑھا ہے کہ کس طرح ضرورت کے مطابق شیخ تحصیلِ ادب کی طرف متوجہ ہوا اور تین سال تک علم لغت میں سر کھپاتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے بہترین قصائد لکھے، اور اس نے ابن عمید، صاحب اور صابی کے اسالیب پر تین کتابیں لکھیں اور پھر اس نے لغت میں ایک کتاب "لسان العرب" کے نام سے لکھی۔ جوزجانی کے قول کے مطابق اس لغت کی نظیر علم اللغت میں موجود نہیں۔ افسوس ہے کہ بقول جوزجانی یہ کتاب کسی وقت صاف نہیں ہوئی اور کوئی بھی شخص اس سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔ یہ بھی ان نقصانوں میں سے ایک ہے جو شیخ کی زندگی کے بکھیڑوں اور کم فرصتی کی وجہ سے علمی دنیا کو ہوا۔ یقیناً ابن سینا اگر اپنی زندگی کے اوقات اس سے زیادہ علم پر صرف کرتا تو وہ اپنی ذات سے علمی دنیا کو زیادہ فائدہ پہنچا سکتا۔ یہ تمام عظیم کام جن کو ہم نے دیکھا ہے غالباً اس کی تفریح کے اوقات میں یا عالم

گرفتاری میں انجام پائے ہیں۔ یہ صرف اس کی لیاقت علمی ہی تھی کہ اس نے اتنے کم اوقات میں علم سے اس قدر زیادہ استفادہ کیا ہے۔ یہاں پر شیخ کی تالیف و تصنیف کی کیفیت اور اس کے عام معمول کے بارے میں اس بات سے اندازہ ہو سکتا ہے جو جوزجانی نے اس کے سوانح میں قصّہ کے طور پر لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے :

"شیخ نے جرجان میں ایک رسالہ" مختصر اصغر" فن منطق میں لکھا۔ یہ مقالہ وہی ہے جو بعد میں نجات کا ضمیمۂ اول بنا اس کا ایک نسخہ شیراز پہنچا اور اس پر شیراز کے فلسفیوں نے اعتراضات کر کے شیخ ابوالقاسم کے توسط سے ایک قاصد کے ذریعہ ابن سینا کے پاس بھیجا۔ شیخ ابوالقاسم نے ابن سینا کو غروب آفتاب کے وقت یہ اعتراضات دیے اور اسی دوران میں جب کہ وہاں جمع شدہ لوگ اس موضوع پر گفتگو کر رہے تھے اس نے ان سوالات اور اعتراضات کو پڑھا۔ مجھ سے کاغذ مانگا اور شراب لانے کا حکم دیا۔ میں اور اس کا بھائی دونوں موجود تھے۔ اس نے ہم کو شراب پینے کا حکم دیا اور خود لکھنے اور شراب پینے میں مشغول ہو گیا۔ یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی مجھ کو اور اس کے بھائی کو نیند آنے لگی۔ اس نے ہم کو اجازت دی کہ ہم اس کے کمرہ سے باہر چلے جائیں۔ صبح کو جلد ہی اس نے مجھ کو طلب کیا جب میں حاضرِ خدمت ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس نے پچاس صفحے لکھ لیے ہیں۔ ان لکھے ہوئے صفحات کو اس نے مجھ کو دیا اور مجھ سے کہا کہ ان کاغذات کو شیخ ابوالقاسم کو دے آؤ۔ یہ مسودہ شیرازیوں کے اعتراضات اور ان کے سوالات کے جواب میں ہے۔ چونکہ شیراز کا قاصد جواب کے انتظار میں ہے اس لیے میں نے اسے لکھنے میں جلدی کی ہے۔"

کبھی کبھی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ فلسفہ اور سائنس کی تصانیف کے لیے حسن تدبیر، بلاغت اور ادبی حسن ضروری ہیں۔ ایسی صورت میں واقعی ابن سینا کی کتابوں کی شہرت کا سبب اس

کی بلاغت اور اس کا ادبی حسن ہے یہ وہ شاہراہ ہے جس پر وہ گامزن رہا ہے۔

شیخ کی تصانیف الفاظ کی نرمی و روانی اور سادگی میں بے نظیر ہیں خصوصاً اشارات جو شیخ کے کمالات کا حاصل ہے اور جو عربی نثر کے بہترین اسلوب میں لکھی گئی ہے یہ وہ اسلوب ہے جو اس زمانے میں رائج تھا یعنی صاحب اور صابی کا اسلوب جو جاحظ کے اسلوب سے ماخوذ تھا۔

شیخ کو علم لغت میں بھی ایسی ہی استادی اور مہارت حاصل ہے۔ اصطلاحات علمی کے وضع کرنے میں اس کی طرف رجوع کرتا کیونکہ شیخ کے زمانے تک علمی اصطلاحات متعین نہ ہوئی تھیں اور ہر شخص اپنے اپنے سلیقہ کے مطابق مناسب یا غیر مناسب الفاظ اپنی ضرورت کے تحت استعمال کرتا لیکن شیخ کے زمانے سے یہ اصطلاحات مقرر ہو گئیں اور شیخ نے جو اصطلاح اپنی کتاب میں لکھ دی ہے وہی اس کے بعد آنے والوں کے لیے دلیل راہ بن گئی۔ اس طرح شیخ نے لغات کی وضع اور تعیین میں وہی کام انجام دیا ہے جو آج کل کے لغت ساز ادارے انجام دیتے ہیں۔

عربی ہی میں نہیں بلکہ فارسی میں بھی شیخ نے علمی اصطلاحات وضع کی ہیں جن کو اس نے دانش نامۂ علائی میں استعمال کیا ہے۔ یہاں پر ہم دانش نامۂ علائی سے اس کی کچھ علمی و فلسفیانہ اصطلاحات نقل کرتے ہیں:

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
چہ چیزی	ماہیت	چارگانہ	چہارگانہ
سازدار	متناسب	بیرون آوردن	استخراج، استنباط
چہارسو	مربع	زدن عدد اندر عدد	ضرب دو عدد (اصطلاح ریاضی)
علم انگارش	علم ریاضی	گرد کردن	جمع کردن "
پہنا	عرض	بخشیم	قسمت کنیم "
مغاکا	عمق	شمردن	عدّ "
دو زاویہ ہم پہلو	دو زاویہ مجاور	خطی راست بر خطی راست	خطی مستقیمی بر خطی مستقیمی
بسیار پہلو	کثیر الاضلاع	بایستد	قائم شود۔

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
زاویه بیرونی سه‌سو	زاویه خارجه مثلث	جای	مکان
نیمه نگاه	نقطه وسط	جنبش جایگاهی	حرکت مکانی، حرکت درمکان
سه‌چند	سه‌مقابل	جنبش گرد	حرکت وضعی
چهاریک	ربع	جنبش بستم	حرکت قسری
ستبرا	ضخامت	جنبش راست	حرکت انتقالی
بریدن خطی خطی را	تقاطع دوخط	آرامش	سکون
بریدنگاه دوخط	〃 〃	جنبیده	متحرک
خطی را برراستا بیرون بردن۔	خطی را مستقیماً امتداد دادن	خوشی	لذت
		کوشاسب	خواب، رویا، احلام، احتلام
زاویه اندرونی سه‌سو	زاویه داخله مثلثه	شمرنده	عاد
گشایش پرگار	فتحه پرگار	نهادن	منطبق کردن
دوچنداں۔ دوچند	دومقابل	چندی	کمیت
بسیارزاویه	کثیرالزوایا	سه‌سو	مثلث
چهارچند	چهارمقابل	پهلوی سه‌سو	ضلع مثلث
نیمروز، نیم روز	نصف النهار	درازا	طول
جنبش ازراست	حرکت مستقیم	آرامیده	ساکن
مغاکی	گودی	برشدن	صعود
پیوستن۔	الحاق، ملحق کردن	بخودکشیدن	جذب
جنبش های آسمانی	حرکات سماوی	قوه بخودکش	قوه جاذبه
هرچه که بود	کیف ماکان	کناره های بیرونین	سطح خارجی

الفاظ	معنی
ہرآینگی	واجب و ضروری
جداوئی	غیریت
پذیرا	قابل
علم برین	علم اعلیٰ
علم پیشین	فلسفہ اولیٰ
جانورِ گویا	حیوانِ ناطق
جان	نفس
خرمن ماہ	ہالہ
آزفنداک / آژفنداک	قوس قزح
تندر	رعد
شنوا	سامعہ
قوہ یادداشت	حافظہ، ذاکرہ
قوت اندیشندہ	قوت متفکرہ
قوت جنبانی	قوت محرکہ
کشیدن سودمند	جلب نفع
دورکردن زیان	دفع ضرر
بوشاسب	خواب، رویا
قوت صورت گر	قوہ مصوّرہ
دستان	نغمہ

الفاظ	معنی
بیک زخم	بیک ضرب، یک دفعہ
ہم اندرن شدن اجسام	تداخل
گرفتن	فرض کردن
ہیش	ہیچ
مقدمۂ کہین	صغریٰ
مقدمہ مہین	کبریٰ
قوت کن	قوت محرکہ و فاعلہ
قوت اندر یابا	قوت منصورہ
بالش	نمو
قوہ زایش دہ	قوہ مولدہ
بویا	شامہ
بساوا	لامسہ
خواست	ارادہ
پالایش	تحلیل، تجزیہ
فسردن	منجمد شدن
کیفیت ہای بسودنی	کیفیات لمسی
میانجی	واسطہ
پلیتہ	فلیتۂ چراغ
ارزیز	رصاص
پختن میوہ	رسیدن میوہ

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
درخشی، درخش	برق	بینا	باصرہ
برہ برہ	کم کم، تدریجاً	چشا	ذائقہ
بازگیر	مانع	دیدار	رویت
آب دزد	آب دزدک (مضغہ)	مانندہ شدن	شبیہہ چیزی شدن از
کپہ حجاماں	شاخ وشیشہ وکدوی خونیگراں	"	جنس چیزی شدن
		اولیتر	اولی
سربسر	برابر	انگشت درخشان	ذغال سرخ ونمایاں
ہمسائگی جسمی جسم دیگر را	مجاورت دو جسم	دم زدن	تنفس
کنارہ ہای اندرونیں کوزہ	سطح داخلی کوزہ	سوہش آہن	برادۂ آہن
اندریافتہ	مدرک	رہائش	دفع، خلاص
قوت بالش	قوت منمیہ	پیوندانند	متصل کند، ربط دہد

اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ ابن سینا ایرانی اہل لغت کا پیش رَو ہے۔ حقیقتاً اگر آج ہمارے اہل لغت چاہیں کہ اپنے طریقہ کو درست کرلیں تو مولف کے خیال میں اس عظیم ایرانی فلسفی کی پیروی سب سے زیادہ مناسب ہے۔

باقیاتِ شیخ میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ادبی حیثیت سے قابلِ توجہ ہیں مثلاً رسالہ حی بن یقظان اور وہ قصیدہ نفس جو "ھبطت الیک" کے نام سے بے حد مشہور ہے اور بار بار یورپ میں نظم ونثر میں ترجمہ ہوکر شایع ہو چکا ہے۔

قصۂ سلاماں اور ابسال جس کو خواجہ طوسی نے اپنی شرح اشارات کے اخیر میں مختصراً نقل کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ شیخ کا اصل نسخہ بھی موجود ہے اور ادب کے شاہکاروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ یہ قصہ اور حی بن یقظان کا قصہ جس کا موضوع عرفانی ہے ابن سینا کی افسانہ نگاری کے نمونے ہیں اور آج بھی

اس فن میں جو جدید ادب کا ایک شعبہ ہے یہ ایرانی دانش مند ایک بلند مقام کا حامل ہے۔
مگر بڑا وہ ہے جو تمام فضائل میں بڑا ہے۔ ان تمام چیزوں کا سرمایہ صرف ایک چیز یعنی دانائی پر مشتمل ہے:

ہر کہ در و جوہر دانائی است — برہمہ کاریش توانائی است

تذکروں میں بہت سے عربی اور فارسی اشعار ابن سینا سے منسوب ہیں۔ ان میں سے نمونے کے طور پر کچھ اشعار نقل کیے جاتے ہیں:

هذب النفس بالعلوم لترقى — وذر الكل فهي للكل بيت
انما النفس كالزجاجة والعلم — سراج وحكمة المرء زيت
فاذا اشرقت فانك حي — فاذا اظلمت فانك ميت

عجبا لقوم يحسدون فضائلي — ما بين عيابي الى عذالي
عابوا علي فضلي وذموا حكمتي — واستوحشوا من نقصهم وكمالي
اني وكيدهم وما عابوا به — كالطود يحضي نطحة الاوعال
واذا الفتى عرف الرشاد لنفسه — هانت عليه ملامة الجهال

ابن ابی اصیبعہ نے عیون الانباء میں شیخ کے چند عربی قطعات نقل کیے ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لیے ہر قطعہ کا پہلا شعر لکھا جاتا ہے۔ شیخ حکمت، زہد، بڑھاپے کے بارے میں کہتا ہے:

اما اصبحت عن ليل التصابي — وقد اصبحت عن ليل الشباب

(۱۶ اشعار)

فلسفۂ عمر کے بارے میں:

يا ربع نكرك الاحداث والقدم — فصار عينك كالآثار تتهم

(۱۷ اشعار)

محبت اور کرم کے بارے میں:

ققا نجزی معاهد هم قليلا — نعيت به معنا الربع المحيلا

(۲۸ اشعار)

ابن ابی اصیبعہ لکھتا ہے کہ وزیر ابو طالب علوی نے اپنی پیشانی پر ایک نشان دیکھا۔ اس کا حال نظم کیا اور شیخ کو بھیجا۔ شیخ نے اس کے جواب میں چند اشعار لکھے جس کا پہلا شعر یہ ہے؛

اللّٰہ یشفی و یبقی بجبهته — من الاذی و یعافیه برحمه

اس کے علاوہ اور قطعات جو حزریات، شکایت زمانہ اور حاسدوں کے شکوے میں ابن سینا سے منسوب ہیں وہ بھی قابل توجہ ہیں۔

ابن ابی اصیبعہ ایک طویل قصیدہ کو بلا کسی شک وشبہ کے ابن سینا سے منسوب کرتا ہے جس میں شیخ کہتا ہے کہ جب مشتری اور زحل برج جدی کے اندر بیت زحل میں ملتے ہیں تو ضرور کوئی منحوس واقعہ ہوتا ہے کیونکہ یہ نحس ترین بروج ہیں اور اسی قصیدہ میں تاتار کے قبائیلوں کے حالات ان کے اقدام قتل اور ان کی تمام خرابیوں کی تعریف کرتا ہے۔

گمان غالب یہ ہے کہ یہ قصیدہ فتنۂ تاتار کے بعد کہا گیا ہے اور اس کو ابن سینا کے نام سے منسوب کرنا بالکل غلط ہے۔ پھر بھی جب ابن ابی اصیبعہ نے اس قصیدہ کو شیخ کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے ہم اس کے ذکر پر قناعت کرتے ہیں۔ پہلا قصیدہ یہ ہے:

احذ ربنی من القران العاشر — وانفر بنفسک قبل نفر النافر

کچھ لوگ ان دو اشعار کو جو شروع میں شہرستانی کی ملل ونحل میں لکھے گئے ہیں شیخ سے منسوب کرتے ہیں:

لقد طفت فی تلك المعاهد كلها — وصيرت طرفی بين تلك العوالم

فلم ارالا وضعا كف حيرة — على ذقن اوقارعاسن نادم

فارسی کی مندرجہ ذیل رباعیات کو شیخ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے:

کفر چو منی گزاف و آسان نبود — محکم تر از ایمان من ایمان نبود
در دہر یکی چو من و آنہم کافر — پس در ہمہ دہر یک مسلمان نبود

دل گرچہ دریں بادیہ بسیار شتافت — یک موی ندانست ولی موی شگافت
اندر دل من ہزار خورشید بتافت — آخر بکمال ذرہ ای راہ نیافت

از قعر گل سیاہ تا اوج زحل — کردم ہمہ مشکلات گیتی را حل
بیروں جستم ز قید ہر مکر و حیل — ہر بند گشادہ شد مگر بند اجل

ای کاش بدانمی کہ من کیستمی — سرگشتہ بعالم از پی چیستمی
گر مقبلم آسودہ و خوش زیستمی — ورنہ بہزار دیدہ گریستمی

با ایں دو سہ نادان کہ چناں می دانند — از جہل کہ دانای جہاں آنند
خر باش کہ ایں جماعت از فرط خری — ہر کو نہ خر است کافرش می خوانند

وہ چند قطعات جو ابن سینا کے نام سے منسوب ہیں ان میں سے ایک یہ ہے:

غذای روح بود بادۂ رحیق الحق — کہ رنگ و بوش کند رنگ و بوی گل را دق
عقیق پیکر و یاقوت فام و لعل سرشت — ہمای گردد اگر جرعہ بنوشد لق
بطعم تلخ چو پند پدر ولیک مفید — بنزد جاہل باطل بنزد دانا حق
حلال گشتہ بہ تجویز عقل بر دانا — حرام گشتہ بفتوای شرع بر احمق
حلال بر عقلا و حرام بر جہال — کہ می محک بود و خیر و شر ازو مشتق

می از جہالت جہاں شد بشرع حرام — چو ماہ کز سبب منکران دین شد شق
شراب را چہ گنہ زانکہ ابلہی نوشد — زبان بہرزہ کشاید دہد بباد ورق
غلام آں می صافم کہ بر رخ جاناں — بیک دو جرعہ بیارد ہزار گونہ عرق
چو در چکد بمیان قدح ز حلق کدوی — ز لحن باربدی خوشتر آید آں لق لق

چو بو علی می ناب ار خوری حکیمانہ
بحق حق کہ وجودت شود بحق ملحق.

اصحاب تذکرہ نے لکھا ہے کہ اپنی جوانی کے زمانے میں ایک بار ابن سینا ابوسعید ابوالخیر کی خدمت میں حاضر تھا اطاعت و معصیت کے موضوع پر جو گفتگو ان دونوں میں ہوئی اسی مناسبت سے شیخ نے یہ رباعی اسی مجلس میں کہی:

مائیم بعفو تو تولا کردہ !! — وز طاعت و معصیت تبرا کردہ
آنجا کہ عنایت تو باشد باشد — ناکردہ چو کردہ کردہ چوں ناکردہ

ابوسعید نے اس کے جواب میں یہ رباعی کہی:

ای نیک نکردہ بدہیا کردہ — وانکہ بخلاص خود تمنا کردہ
بر عفو مکن تکیہ کہ ہرگز نبود — ناکردہ چو کردہ کردہ چوں ناکردہ

مولف یہاں پر اپنے معروضات کو ختم کرتا ہے اور اس اعتذار کے ساتھ جو اس نے مقدمہ میں پیش کیا ہے افاضلین سے درخواست کرتا ہے کہ اگر کوئی نقص یا غلطی ملے تو میرے عذر کو قبول فرمائیں اور علم و تاریخ کے نام پیران کی تصحیح کر دیں اور مجھ کو شکر گذار ہونے کا موقع عنایت فرمائیں۔

اس مقالہ[1] سے مولف کی غرض یہ تھی کہ وہ چاہتا تھا کہ ابن سینا کی طرف رجوع کرے اور اس طرح اس کے تذکرہ کا دروازہ کھل جائے اور ایران کے فاضلین اس مشہور ایرانی عبقری پر کام کریں اور اس ذمہ داری کو جو ہر ملک کے اہل علم اپنے بزرگوں کی تنظیم کے سلسلہ میں انجام دیتے ہیں انجام دیں۔

---

[1] مقالہ سے مراد قاسم غنی کی وہ کتابچہ ہے جو ایران سے شایع ہو چکا ہے جس کا راقم نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کا پہلا باب